

وقف کی شرعی حیثیت اور اس کے بارے میں ائمہ کے موقف

The Shariah status of Waqf and Sayings of Imams about it

Taifullah*Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Qurtuba University, Peshawar**Email: link2taifullah@gmail.com***Dr. Qazi Abdul Manan***Assistant Professor**Department of Islamic studies Qurtuba University of science & IT Peshawar**Email: dr.manan@qurtuba.edu.pk***Abstract**

The only religion acceptable to Allah is Islam, as its teachings are based on the Qur'an and Hadith, and all other sources are abstracted to these two. From the time of the Prophet to the present, the religious teachings have been preserved in the same form as they were in the time of the Prophet and will continue to exist in the original state after the Messenger of Allah Allah Almighty created many people whose efforts and deeds have proved the truth of Islam along with protecting the religion of Islam.

Imam Abdul- Wahab Shairani (may Allah have mercy on him) is one of those nobles who were chosen by God for the sake of the Ummah and its revival. A solid effort carried out by him for different religion jurisprudence, which Muslims of all eras can consider as a milestone for their prosperity. There is a dire need of the present age to utilize the practical efforts of Imam Shairani (may Allah have mercy on him). The hadiths and the sayings quoted by the imams are true and correct, wherever there is one or more such hadiths related to a problem, in which there is aggravation, they are special for the great and the wise, and other hadiths in which there is a reduction, they are special for the ordinary people and the weak individuals of the Ummah.

As it is for the convenience of Muslim Ummah, that's why I prepared this article from the Imam Shairani's Al-waqf book "Al-Mizan-ul-Kubra" and titled my article "The Shariah status of Waqf and Sayings of Imams about it".

Keywords: Definition, Justification, Members, Possession, Continuation, Establishment, Common property and the trustees of waqf

بسم الله الرحمن الرحيم

اللہ پاک نے رسول اللہ ﷺ کے بعد اس اُمت میں دین اسلام کی حفاظت کے لئے ایسے لوگوں کو پیدا فرمایا جن کے اجتہادی و دعوتی کارناموں نے دین اسلام کی حفاظت کے ساتھ اسلام کی حقانیت بھی ثابت کر دی
امام عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ ایسے ہی رجال کا رمیں سے ہیں جن کا انتخاب اللہ پاک نے اصلاح اُمت اور احیا
ئے دین کیلئے فرمایا تھا۔ مختلف مذاہب فقہ کے مابین ایک ایسی صحت مند کاوش کی ہے جسے ہر عہد کے مسلمان اپنی فلا

ح کا سنگ میل قرار دے سکتے ہیں امام شعرانیؒ کی تطبیقی کاوشوں سے استفادہ دور حاضر کی اشد ضرورت ہے اس لئے میں نے امام شعرانی کی کتاب "المیزان الکبریٰ" کے کتاب الوقف سے اپنا آرٹیکل تیار کیا۔ ذیل میں سب سے پہلے مختلف ائمہ کے نزدیک وقف کی تعریف پیش کیا جائیگا اس کے بعد وقف کا جواز، مسلمانوں کی طرف سے قائم کردہ اوقاف، وقف کے ارکان، وقف کا قبضہ، دوام وقف، انعقاد وقف، مال مشترک کا وقف، موقوف علیہ اور متولی وقف کے متعلق احکام پر روشنی ڈالی جائیگی۔

1- وقف کی تعریف

حنفیہ کے نزدیک وقف کی تعریف:

لغوی اعتبار سے کسی چیز کا محض روکنا وقف کہلاتا ہے اور شرعی اصطلاح میں وقف کی تعریف یہ ہے کہ کسی شے کا مالک اپنے مال کے عین (اصل) کو اپنی ملک پر روکے اور اس کی منفعت کو صدقہ کر دے یا جن لوگوں پر چاہے خرچ کرے۔¹ امام سرخسیؒ نے شرعی تعریف کرتے ہوئے صرف یہی کہا ہے کہ مملوک کو غیر کی تملیک سے روک دینا وقف کہلاتا ہے۔² امام برہان الدین مرغینانیؒ: علامہ الخطیب التمرتاشیؒ اور امام نسفیؒ نے امام اعظم ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہا ہے:

وهو في الشرع عند ابي حنيفة : حبس العين على ملك الواقف والتصدق بالمنفعة³

ترجمہ: امام صاحبؒ کے نزدیک وقف واقف پر اصل کے روکنے کا نام ہے اور منفعت کی تصدق کا نام ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ وقف لازم کی تعریف ہے کیونکہ ادھار پر دیا گیا مال ادھار دینے والے کی ملکیت میں رہتا ہے البتہ ادھار لینے والا اس کے منافع کا حقدار ہوتا ہے۔

اور صاحبین کے نزدیک اصل مال (عین) کو اللہ تعالیٰ کی ملکیت پر روک رکھنا اور اس مال کی منفعت کو اپنی پسند کے لوگوں پر خرچ کرنا ہے۔

فقہاء نے وقف کی تعریف میں اس بات کو لازم قرار دیا ہے کہ مال موقوف میں کوئی تصرف نہیں کیا جاسکتا اس سے صرف فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے چونکہ عین مال میں کوئی تصرف جائز نہیں اس لئے نہ تو اس کو بیچا جاسکتا ہے اور نہ ہی رہن رکھا جاسکتا ہے نہ ہبہ کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی بطور میراث اس کا انتقال کیا جاسکتا ہے۔

مالکیہ کے نزدیک وقف کی تعریف:

مالکیہ حضرات کی تعریف یہ ہے کہ کوئی اپنی ملکیت کے منافع خواہ اجرت ہو یا پیداوار جتنی مدت کے لئے چاہے کسی مستحق کو دیدے۔⁴

ان حضرات کی تعریف سے ثابت ہوتا ہے کہ مالکی مسلک میں صرف منافع دئے جاتے ہیں اصل مال مالک ہی کی ملکیت میں رہتا ہے

وقف کی تعریف میں شافعیہ کا موقف:

امام شافعیؒ اور ان کے مقلدین کے ہاں وقف اصطلاح شریعت میں ایسے مال کو روک رکھنے کا نام ہے جس سے نفع اٹھانا ممکن ہو اس طرح کہ وہ مال بعینہ باقی رہے اور اس کا مصرف مباح اور موجود ہو۔⁵

حضرت امام یحییٰ بن شرف النوویؒ اور زین الدین المناویؒ نے اس کے ساتھ اتنا اضافہ کیا ہے کہ مال موقوف کے عین میں تصرف کو منقطع کرنا اور تقرب الی اللہ کے لئے اس کے منافع نیک کاموں پر خرچ کرنا یعنی مال موقوف کی بیع جائز نہیں نہ ہی ہبہ یا وراثتی انتقال جائز ہے۔⁶

وقف کی تعریف میں حنابلہ کا موقف:

امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ وقف لغتاً باب ضرب یضرب وقف یقف سے آتا ہے اور باب افعال اوقف یوقف میں اس کا استعمال شاذ ہے اور اس کے لئے جس کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس طرح حدیث نبوی ہے ﴿إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا﴾ اور وقف کا مطلب ہے اصل کو روک دینا⁷

2- وقف کا جواز

وقف کے جواز میں حضرات حنفیہ کا موقف:

بعض حضرات کا خیال ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق وقف جائز نہیں ہے مگر یہ حقیقت نہیں ہے امام ابو حنیفہؒ کے عدم جواز کے قول کا مطلب یہ ہے کہ وقف ان کے نزدیک لازم نہیں ہے اور جہاں تک وقف کے جواز کا تعلق ہے امام ابو حنیفہؒ اس کے قائل ہے۔⁸

البتہ قاضی شریکؒ کی طرف منسوب ہے کہ وہ وقف کو باطل اور ناجائز کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ آیات المواریث کے نازل ہونے کے بعد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿لَا حَبْسَ عَنْ فَرَائِضِ اللَّهِ﴾ یعنی وہ مواریث جو اللہ جل شانہ نے فرض کر دی ہے ان سے منع نہیں کیا جاسکتا اور وقف کئی وجہ سے جائیداد کو ورثاء میں تقسیم کرنے سے روکا جاتا ہے لہذا وقف جائز نہیں ہے۔⁹

علمائے امت نے قاضی شریکؒ کے قول: جاء محمد ببیع الحبس کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ اسلام نے جس حبس (روکے ہوئے اموال) کے بیع کرنے کا حکم دیا ہے وہ ایسے اموال ہیں جنہیں مشرکین عہد جاہلیت میں روک رکھتے تھے یعنی وہ اونٹ بکریوں کے زیادہ بچے دینے کی وجہ سے یا نذرمان لینے کی وجہ سے مشرکین ازورئے تکریم ان کا

کھانا اور ان پر سواری کرنا حرام کر لیتے تھے اور انہیں بحیرہ، سائبہ، وصدیہ اور حامی جیسے مختلف ناموں سے یاد کرتے تھے قرآن مجید میں بھی ان کا ذکر ملتا ہے یہ اس وجہ سے تھا۔¹⁰

باقاعدہ ادارے کے طور پر حضرت محمد ﷺ نے وقف کو روشناس کرایا جس کی وجہ سے ایک خاص مال اللہ تعالیٰ کی ملکیت کے قوانین کے تحت ہو جاتا ہے یعنی وہ جائیداد خالصۃ اللہ تعالیٰ کی ملکیت قرار پاتی ہے۔ وقف کی بنیاد میں تین ذمہ داریوں کو تسلیم کیا گیا ہے:

- (1) ایک شخص پر عائد اس کے خاندان کی ذمہ داری۔ (2) اسلامی عقائد کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کو قائم رکھنا۔ (3) ہر شخص کی بھلائی چاہنا۔

وقف کے جواز میں حضرات مالکیہ کا موقف:

حضرات مالکیہ کے نزدیک وقف کا رخیر ہے کیونکہ حضرت رسول خدا ﷺ نے اور آپ کے بعد مسلمانوں نے اپنی ملکیتوں کو وقف کیا ہے امام احمد بن محمدؒ نے شافعیہ کے امام نوویؒ سے متفق ہو کر فرمایا ہے کہ وقف مسلمانوں کی خصوصیت ہے۔¹¹

وقف کے جواز میں حضرات شافعیہ کا موقف:

شافعی مسلک میں بھی وقف جائز ہے شافعی مسلک کے فقیہ شیخ محمد الرشیدی الخطیبؒ فرماتے ہیں کہ وقف کا جواز مندرجہ ذیل آیت قرآنی پر مبنی ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾¹² ترجمہ: تم کامل نیکی کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک تم اپنا پسندیدہ مال راہ خدا میں خرچ نہ کرو۔ جب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت مبارکہ سنی تو اپنے اموال میں سے زیادہ پسندیدہ مال بیرحاء کا کنواں وقف کیا اسی طرح حدیث نبوی میں صدقہ جاریہ کا ذکر ہے جبکہ علماء حدیث نے صدقہ جاریہ سے وقف مراد لیا ہے۔¹³

وقف کے جواز میں حنبلی موقف:

حنابلہ کے جید عالم امام ابن قدامہؒ کہتے ہیں کہ وقف از روئے حدیث نبوی جائز ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں زمین دستیاب ہوئی وہ حضرت رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ أَصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهُ فَمَا تَأْمُرُ بِهِ؟

ترجمہ: یا رسول اللہ ﷺ مجھے خیبر میں ایسی زمین ملی ہے کہ اس سے بہتر مال مجھے نہیں ملا اس بارے میں میرے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ: إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا قَالَ: فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمْرُ أَنَّهُ لَا بَيْعَ وَلَا يُوهَبُ وَلَا يُورَثُ

ترجمہ: اگر تو چاہے تو اس کا اصل اپنی ملکیت میں روک لے اور اس کو صدقہ کر دے ہاں تو پھر یہ بیچی بھی نہ جائے گی نہ ہبہ کی جائے گی نہ وراثت میں کسی کو دی جائے گی۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ زمین فقراء، قربات داروں غلاموں، مسافروں اور مہمانوں کے لئے صدقہ کر لی۔ حدیث نبوی ﷺ میں وارد ہے کہ جب ابن آدم مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے صدقہ جاریہ، علم جو اس کے بعد نافع ہو اور نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے تو اس حدیث سے بھی وقف کا جواز معلوم ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہے کہ اصحاب نبی ﷺ میں سے جس کسی کے پاس بھی کچھ ہوتا وہ اسے وقف کر دیتا۔¹⁴

3- مسلمانوں کی طرف سے قائم کردہ اوقاف

وقف چونکہ بنیادی طور پر عام بھلائی کا منصوبہ ہوتا ہے اس لئے آغاز اسلام ہی سے مسلمانوں نے اس پر عمل درآمد شروع کر دیا تھا وقف کی مکمل تاریخ بیان کرنا اور مسلمانوں کی طرف سے قائم کردہ اوقاف کی مکمل تفصیل یکجا کر کے پیش کرنا نہایت مشکل ہے لہذا مسلمانوں کی طرف سے قائم کردہ چند اوقاف بطور مثال درج کئے جا رہے ہیں:

حضرت رسول خدا ﷺ کی طرف سے قائم کردہ اوقاف:

اسلام میں سب سے پہلے جو دینی وقف کیا گیا وہ مسجد قبا ہے جس کو حضرت نبی اکرم ﷺ نے قائم فرمایا۔ دوسرا وقف "مسجد نبوی" ہے جسکو دارالہجرت مدینہ طیبہ میں حضرت رسول اکرم ﷺ نے بنایا۔

مخیرق نامی یہودی جو حضرت اکرم ﷺ کے ساتھ دوستی اور محبت رکھتا تھا اور مسلمانوں کی طرف سے جہاد میں بھی شریک ہوا غزوہ احد میں قتل کر دیا گیا اس نے وصیت کی تھی کہ اگر میں مارا جاؤں تو میرے سارے اموال حضرت محمد ﷺ کے اختیار میں ہوں گے آپ انہیں جس طرح چاہے خرچ کریں۔ ان کی وصیت کے مطابق حضرت نبی اکرم ﷺ نے ان کے اموال پر قبضہ کیا اور انہیں صدقہ یعنی وقف عام قرار دیدیا اور حضور نبی اکرم ﷺ نے جو سات حوائط یعنی باغات وقف فرمائے تھے وہ اسی مخیرق کے اموال میں سے تھے۔¹⁵ ان سات باغوں کے نام مندرجہ ذیل تھے

(1) الاعواف (2) الصانیہ (3) الدلال (4) المثیب (5) البراثہ (6) حسنی (7) مشربۃ ام ابراہیم

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف سے قائم کردہ وقف:

مکہ مکرمہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک وسیع مکان تھا جس میں ان کی اولاد اور نسل در نسل لوگ قیام کرتے رہے اور اس کی وراثتی تقسیم نہیں کی گئی یا تو اس کو وقف علی الاولاد کر دیا گیا تھا اس لئے اس کی وراثتی تقسیم نہیں کی گئی یا ویسے ہی چھوڑ دیا گیا چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ویسے چھوڑا تھا اس لیے اس لیے ان کی اولاد اور نسل در نسل نے بھی اسے عام استعمال کے لئے رہنے دیا۔¹⁶

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف سے قائم کردہ اوقاف:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خیبر میں زمین ملی تھی انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ مجھے خیبر میں ایسا مال ملا ہے کہ اس سے بہتر مال مجھے کبھی نہیں ملا آپ اس بارے میں مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ یہ سن کر حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو اصل مال کو روک کر اس کے منافع صدقہ کر دے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو صدقہ کر دیا کیونکہ اس کو نہ بیچا جائے گا نہ ہی ہبہ کیا جائے گا اور نہ ہی وراثت میں دیا جائے گا آپ نے اس کو فقراء، مساکین، مسافر، غلام، مہمان، اور مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے صدقہ (وقف) کر دیا اور طے فرمایا کہ قاعدہ کے مطابق اس کا ولی اس میں سے کھا سکتا ہے اور اپنے غیر مالدار دوست کو بھی اس میں سے کھلا سکتا ہے بلکہ انہوں نے اپنی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو اس کے معاملے میں ناظمہ بنانے کی وصیت فرمائی اور ان کے بعد آل عمر رضی اللہ عنہ میں سے کسی کو ولی بنانے کی وصیت فرمائی۔¹⁷

اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ان کے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بہترین کھجوروں کا باغ تھا جس کا نام شمع تھا جس کو انہوں نے حضرت رسول خدا ﷺ کی اجازت سے صدقہ (وقف) کر دیا تھا کہ اس کا اصل نہ تو بیچا جائے گا نہ ہبہ کیا جائے گا اور نہ ہی وراثت میں کسی کو دیا جائے گا۔¹⁸

عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وقف قائم کیا اور وقف نامہ لکھا تو میں نے وہ وقف نامہ ان کے ہاتھ میں دیکھا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر سال اس وقف جائیداد کی آمدنی تقسیم فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ اس سال بھی آپ نے اس کی آمدنی حقداران میں تقسیم فرمائی جس سال ان کی وفات ہوئی۔

آپ کی وفات کے بعد وہ وقف نامہ سیدہ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا جس کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی معلوم ہوا کہ وقف کنندہ کی طے کردہ شرائط کے مطابق وقف کنندہ کی وفات کے بعد اس کی اولاد اس کے وقف کردہ مال پر ولایت حاصل کر سکتی ہے۔¹⁹

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی طرف سے قائم کردہ اوقاف:

فردہ بن اذینہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عبد الرحمن بن ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تحریر (کتاب) دیکھی تھی جس میں لکھا ہوا تھا:

بسم الله الرحمن الرحيم هذا ما تصدق به عثمان بن عفان في حياته تصدق بماله الذي بخير يدعى مال ابن ابى الحقيق على ابنه ابان بن عثمان صدقة بتلة لا يشتري اصله ابدًا ولا يوهب ولا يورث شهد على بن ابى طالب رضى الله عنه واسامة بن زيد رضى الله عنه وكتب

یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ ہے کہ جو عثمان بن عفان نے اپنی زندگی میں صدقہ (وقف) کر دیا انہوں نے اپنے بیٹے ابان بن عثمان پر خیر میں واقع اپنا مال صدقہ کیا جو "مال ابن ابی الحقیق" کہلاتا ہے نہ اس تو اس کے اصل کی کبھی خرید فروخت کی جائے گی نہ ہبہ کیا جائے گا اور نہ ہی وراثت میں دیا جائے گا اس پر حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت اسامہ بن زید گواہ ہیں اور اس کو لکھ دیا گیا ہے۔

امام واقدیؒ کہتے ہیں کہ میں نے فروہ سے پوچھا کہ وہ مال کیا تھا تو اس نے کہا اچھی طرح معلوم نہیں میرا خیال ہے کہ کوئی مکانات تھے۔²⁰

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے قائم کردہ اوقاف:

عبد العزیز بن محمدؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو قلعہ بند نخلستان بھیجے تھے جن میں چشمے پھوٹتے تھے پھر حضرت علیؓ نے ان کے ساتھ ایک قلعہ اراضی خرید فرمایا اس میں کنویں کھودا تو خوب ایلنے والا پانی نکلا حضرت علیؓ کو اس کی خوشخبری دی گئی تو آپ نے اس کو فقراء، مسکین، مسافر، اور مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے وقف کر دیا خواہ وہ لوگ قریبی رشتہ دار ان ہوں یا بعیدی چاہے زمانہ امن ہو یا زمانہ جنگ تا آنکہ قیامت قائم ہو جائے۔²¹

عبد الرحمن بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ینج یعنی چشموں والے قلعہ بند باغ اور دادی القری میں واقع اپنی جائیداد بھی وقف کر دی تھی۔²²

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے قائم کردہ اوقاف:

ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اپنے مکانات اپنے بیٹوں پر وقف کر دئے تھے کہ نہ تو انہیں بیچا جائے گا نہ ہی وراثت میں دیا جائے گا اور نہ ہی ہبہ کیا جائے گا اور ان کی بیٹیوں میں سے جو خاوند کے بغیر ہو تو ان مکانات میں بغیر کسی ضرر کے رہ سکے گی اور اگر اپنے خاوند کے گھر چلی جائے تو پھر ان مکانات میں اس کا حق نہ ہو گا۔²³

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف سے قائم کردہ اوقاف:

یحییٰ بن عبد اللہ بن ابی قتادہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ انصار میں سے مالدار شخص تھے انہوں نے اپنا وہ گھر وقف کر دیا جس کو "دار الانصار" کہا جاتا تھا۔ امام ابن طاووسؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ "والی القضاء" (جج) تھے کہ ایک شخص نے اپنی زمین اپنے بیٹوں پر وقف کر دی اور حضرت معاذ نے اس کو جائز قرار دیا۔²⁴

اسی طرح دیگر اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تابعین عظام اور دیگر مسلم رہنماؤں کے اوقاف کا بھی تاریخ میں تذکرہ ملتا ہے۔

4- وقف کے ارکان

حنفی مسلک:

حنفی مسلک میں وقف کے ارکان مندرجہ ذیل ہیں: 1- الفاظ مثلاً وقف کنندہ کہے کہ میری یہ جائیداد صدقہ موقوفہ دائمی مساکین وغیرہ پر ہے۔ 2- وقف کنندہ 3- وقف شدہ مال جسکی جمع اوقاف ہے۔ 4- موقوف علیہم یعنی وہ لوگ جن پر جائیداد وقف کی گئی ہو 5- جہت وقف یعنی جس وجہ سے جائیداد وقف کے گئی مثلاً مساکین کی مسکنت، فقراء کا فقیار چھ کرنے والوں کا نفقہ حج یا قربت داروں کی قربت وغیرہ 6- متوالی اوقاف یعنی اوقاف کا نظم و ضبط جس کے سپرد کیا گیا ہو۔²⁵

امام سرخسیؒ نے لکھا ہے کہ اگر ارکان مکمل نہ ہوں تو وقف ثابت نہ ہو گا

شافعی مسلک:

امام شیرینیؒ کی تصریح کے مطابق حضرات شافعیہ کے ہاں وقف کے چار ارکان ہیں: 1- وقف کنندہ (واقف) 2- مال وقف (موقوفہ) 3- جس پر وقف کیا گیا ہو (موقوف علیہ) 4- وقف کے الفاظ (صیغہ وقف)²⁶

حنبلی مسلک:

حنبلی مسلک کے امام ابن قدامہؒ نے وقف کے الفاظ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ کل چھ ہیں تین صریح اور تین کنایہ؛ صریح الفاظ مندرجہ ذیل ہیں: 1- وقف 2- حبست 3- سبلت ان تین الفاظ میں سے جو لفظ بھی استعمال کیا گیا وقف قائم ہو جائے گا کسی اور بات کی ضرورت نہ رہے گی کیونکہ یہ دونوں الفاظ حدیث میں استعمال کئے گئے ہیں نبی مکرم ﷺ کا فرمان ہے: ان شئت حبست اصلها و سبلت ثمرها

کنایۃ استعمال ہونے والے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں: 1- تصدقت 2- حرمت 3- ابدت
یہ الفاظ کنایہ ہیں اس لئے کہ لفظ صدقہ اور تحریم مشترک ہیں کیونکہ صدقہ زکوٰۃ اور ہبہ کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے اور تحریم کا لفظ ظہار اور یمین کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے اور تحریم اپنے آپ پر بھی ہو سکتی ہے اور اپنے سوا کسی اور پر بھی ہو سکتی ہے جہاں تک تابید کا تعلق ہے تو اس میں تابید تحریم اور تابید وقف دونوں کا احتمال ہے اس لئے ان الفاظ کا استعمال ثبوت وقف کے لئے کافی نہ ہو گا جیسے کہ طلاق میں کنایات استعمال کرنے کا معاملہ ہوتا ہے۔
اگر ان الفاظ کے ساتھ مندرجہ ذیل تین چیزوں میں سے کسی ایک کا اضافہ کیا گیا تو وقف قائم ہو گا:
1- پہلی چیز یہ ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ مندرجہ ذیل پانچ الفاظ میں سے کسی کا اضافہ کرتے ہوئے کہہ صدقہ موقوفہ یا محبستہ یا مسبلہ یا محبستہ یا موبدۃ یا کہ: هذه محرمة موقوفة یا محبسة یا مسبلۃ یا موبدة
2- دوسری چیز یہ ہے کہ صفات وقف میں سے کوئی صفت شامل کرے مثلاً کہہ کہ یہ صدقہ ہے نہ اسکو بچا جائے گانہ ہبہ کیا جائے گانہ ہی وراثت بنایا جائے گا اس طرح لفظ کا اشتراک زائل ہو جائے گا اور وقف کا مفہوم متعین ہو جائے گا۔
3- تیسری چیز یہ ہے کہ یہ الفاظ استعمال کرتے ہوئے وقف کی نیت کرے اور کہے کہ ان کا مفہوم وہی ہے جو میری نیت میں ہے پھر جب وہ اپنی نیت کا اعتراف کرے گا تو وقف ثابت ہو گا۔

5- وقف کا قبضہ

حقی مسلک:

امام شمس الدین سرخسیؒ نے المبسوط میں بیان کیا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت شریح رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور امام شعبی کا متفقہ قول ہے کہ کوئی بھی صدقہ اس وقت تک جائز نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا قبضہ نہ دیدیا جائے اس کی بنیاد پر احناف کا نظریہ یہ ہے کہ وقف بھی قبضہ دے بغیر مکمل نہیں ہوتا چونکہ صدقہ کرنے والا خالصۃ اللہ جل شانہ کے لئے صدقہ کرتا ہے اس لئے جب تک وہ اپنے مال کو اپنی ملکیت سے خارج نہ کر دے صدقہ نہیں ہو سکتا اور چونکہ صدقات فقراء کے لئے ہوتے ہیں اور جب تک مال فقرا کے حوالے نہ کر دیا جائے وہ اس سے استفادہ نہیں کر سکتے اس لئے فقراء کو مال وقف پر قبضہ دینا ضروری ہے امام محمدؒ اور ابن ابی لیلیٰؒ کا قول بھی یہی ہے کہ وقف اس وقت تک مکمل نہیں جب تک کہ وقف کنندہ مال وقف کو اپنے قبضے سے نکال کر متولی وقف کے حوالے نہ کر دے ان کا کہنا ہے کہ اب کوئی شخص بطور تبرع (یعنی رضا کارانہ طور پر) اپنی ملکیت زائل کرتا ہے تو اس کی تکمیل قبضہ دیے بغیر نہیں ہوتی۔

امام ابو یوسفؒ کہتے ہیں کہ وقف کا معاملہ ازالۃ ملک سے تعلق رکھتا ہے اس سے تملیک متعلق نہیں ہے اس لئے وقف کی تکمیل کے لئے قبضہ ضروری نہیں ہے یہ معاملہ بھی عتق جیسا ہے۔

اگرچہ امام محمدؒ استدلال کرتے ہوئے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا حوالہ دیتے ہیں کہ انہوں نے اپنا مال وقف کیا تو اپنی صاحبزادی ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو اس کا قبضہ دیا تھا کہ وقف کی تکمیل ہو جائے مگر امام ابو یوسفؒ اس سے اختلاف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ قبضہ وقف کی تکمیل کے لئے نہیں دیا گیا تھا بلکہ یہ اس لئے دیا گیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کثرت مشاغل کی وجہ سے اس کا انتظام نہ چلا سکتے تھے تو اس کی انتظامی ذمہ داری اپنی صاحبزادی کو سپرد کرنے کے لئے قبضہ دیا تھا اور اس لئے بھی کہ اس وقف کا انتظام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بھی چلتا رہے؛ قاضی ابو عاصمؒ نے بھی حضرت امام ابو یوسفؒ کے قول کو اقویٰ قرار دیا ہے۔²⁷

چونکہ امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ مال وقف موقوف علیہ کے سپرد کر دیا جائے اس لئے اگر مسجد کا معاملہ ہے ضروری ہے کہ اس میں عام لوگوں کو نماز ادا کرنے کی اجازت دی جائے اگر ایک نمازی بھی وہاں نماز ادا کرے تو وقف قائم ہو جائے گا اور وہ زمین مالک کی ملکیت سے خارج ہو جائے گی تمام نمازیوں کو قبضہ دینا ممکن نہیں اس لئے کم از کم جتنا کیا جاسکتا ہے اتنا کرنا ضروری ہے۔²⁸

مالکی مسلک:

مالکی مسلک میں مال موقوف پر متولی وقف کا قبضہ ضروری ہے اس بغیر وقف مکمل نہیں ہوتا بلکہ یہ ضروری ہے کہ اصل مال موقوف ایک سال تک متولی وقف کی حفاظت میں رہے اگر ایک سال پورا ہونے سے پہلے کوئی مانع ہو مثلاً وقف کنندہ کی موت ہو جائے وغیرہ تو وقف باطل ہو گا؛ اگر ورثاء اسکی اجازت دیں تو وقف قائم رہے گا اور اگر وقف کنندہ فوت ہو جائے اور اس پر اتنا قرض ہو کہ مال موقوف اس قرض کی ادائیگی میں صرف ہو جائے تو بھی وقف باطل ہو گا۔ اگر قرض خواہ کی اجازت دیں تو وقف قائم رہے گا

اگر متولی نے مال موقوف لے لیا اور پھر ایک سال پورا ہونے سے قبل وہ مال وقف کنندہ کے پاس لوٹ گیا تو دو صورتیں ہیں اگر وہ مال ایسا ہو کہ اس کا کرایہ یا اس سے مالی منفعت لی جاسکتی ہو مثلاً مکان اور زرع اراضی تو وقف باطل ہو گا اور مال ایسا ہو کہ اس کا کرایہ وغیرہ کوئی مالی منفعت نہیں مثلاً کتب اور اسلحہ وغیرہ تو وقف قائم رہے گا۔²⁹

حنبلی مسلک:

حنبلئ مسلك کے على الاطلاق فقيه امام ابن قدامہؒ نے لکھا ہے کہ وقف صرف الفاظ کہنے سے بھی لازم ہو جاتا ہے اگرچہ امام احمد بن حنبلؒ سے ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ وقف بغیر قبضے کے لازم نہیں ہوتا مگر بظاہر حنبلئ مسلك یہی ہے کہ وقف کے لئے قبضہ لازم نہیں ہے چونکہ وقف میں اصل کو روکنا اور منافع دینا مقصود ہوتا ہے اور یہ عتق یعنی غلام آزاد کرنے کے معاملے کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتا ہے اس لئے اسکو عتق کے حکم میں سمجھنا چاہیئے۔³⁰

6- دوام وقف

حنفی مسلك:

حنفی مسلك کے مطابق وقف دائمی ہوتا ہے یعنی ایک بار وقف قائم ہونے کے بعد اس کو ختم نہیں کیا جاسکتا؛ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وقف میں تابید یعنی اس کا دائمی ہونا شرط نہیں ہے اگر کسی نے کوئی جائیداد ایسی جہت پر وقف کی کہ اس کا انقطاع ممکن ہے تو بھی وقف جائز ہو گا مثلاً کسی نے اپنی جائیداد اپنی اولاد در اولاد پر وقف کی اور یہ نہ کہا کہ اگر کبھی کسی زمانے میں اولاد در اولاد کا سلسلہ منقطع ہو جائے تو یہ وقف علی المساکین ہو گا تو یہ وقف جائز ہو گا؛ امام محمدؒ کہتے ہیں کہ وقف میں اگر اولاد کا سلسلہ منقطع ہو جائے تو وہ وقف علی المساکین ہو گا ورنہ تو شروع ہی سے وقف صحیح نہ ہو گا اس لئے وقف تملیک کے بغیر زوال ملک کا موجب ہوتا ہے اور یہ عتق کی طرح دائمی ہوتا ہے یعنی ایسا جائز نہیں کہ کوئی شخص اپنے غلام کو چند دنوں کے لئے آزاد کر دے اور پھر غلام بنالے بلکہ ایک بار غلام کو آزاد کر دیا تو ہمیشہ کے لئے وہ آزاد گیا اسی طرح وقف کا معاملہ ہے امام ابو یوسفؒ کا کہنا ہے کہ وقف سے مقصود تقرب الی اللہ ہوتا ہے جو قابل انقطاع جہت پر وقف کرنے سے بھی حاصل ہو جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر ابتداء میں کچھ وقت منقطع کر لیا جائے تو اسکی انتہا پر وقف قائم ہو جاتا ہے مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ وقف کی آمدنی میری زندگی تک میرے اپنے لئے ہوگی تو یہ جائز ہے اسی طرح اگر انتہا میں انقطاع آجائے تو بھی وقف جائز ہے وقف حدیث میں 'نفقة الرجل علی نفسه صدقة' یعنی کسی کا اپنے آپ پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے اور صدقات کے سلسلے میں نبی مکرم ﷺ کا فرمان ہے "ابدأ بنفسک ثم بمن تعول" یعنی اپنے آپ سے شروع کر پھر گھر والوں کو دے۔³¹

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر اپنے آپ پر وقف کرے یا آمدنی اپنے لئے مخصوص کرے تو وقف باطل ہو گا اہل بصرہ کا بھی یہی مذہب ہے کیونکہ تقرب الی اللہ ملک کو زائل کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور آمدنی کل یا اس کا کچھ حصہ اپنے لئے مخصوص کرنے سے زوال ملک نہیں ہوتا اس لئے ایسی حالت میں وقف صحیح نہ ہو گا۔³²

شافعی مسلك:

شافعی مسلک کے مطابق موقوف یعنی جو چیز وقف کی جائے؛ دوام الانقاع ہوتا ہے یعنی اس سے دائمی طور نفع لی جاتی ہے۔³³

مالکی مسلک:

مالکی مسلک میں وقف کا دائمی ہونا لازمی نہیں ہے کیونکہ مالکی فقہاء کے نزدیک اگر کوئی وقف کنندہ یہ شرط کرے اگر وقف شدہ جائیداد پر کوئی ظالم مسلط ہو گیا تو یہ جائیداد اپنے اصل مالک یعنی وقف کنندہ کو لوٹ جائے گی اور اگر اس وقت وقف کنندہ فوت ہو چکا ہو تو اس کے ورثا کو لوٹ جائے گی تو یہ شرط جائز ہوگی اور اس پر عمل کیا جائے گا۔³⁴

اگر وقف کنندہ اپنی جائیداد مخصوص لوگوں کے لئے یا مخصوص مدت کے لئے وقف کرے تو ان لوگوں کے فوت ہو جانے کے بعد اور اس کے گزر جانے کے بعد وقف شدہ جائیداد اپنے اصل مالک یعنی وقف کنندہ کو لوٹ جائے گی اور اگر وہ زندہ نہ ہو تو اس کے ورثا کی ملکیت ہوگی۔³⁵

7- انعقاد وقف

حنفی مسلک:

صاحب ہدایہ نے قدوری کے حوالے سے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اس وقت تک وقف منعقد نہیں ہوتا جب تک کہ وقف کنندہ اس کا ایسا مصرف نہ بتلا دے جو منقطع ہونے والا نہ ہو مثلاً فقراء اور مساکین مگر امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ اگر وقف کنندہ ایسا مصرف بیان کرے جو منقطع ہو سکتا ہے مثلاً اپنی اولاد کو مصرف بتلائے تو وقف منعقد ہو جائے گا اور اس مصرف کے منقطع ہو جانے کے بعد یہ وقف خود بخود فقراء کے لئے ہو جائے گا اگرچہ فقراء کا نام نہ لیا ہو۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ وقف لازم کرتا ہے کہ وقف کنندہ کی ملکیت زائل ہو جائے اس کے بغیر کہ کسی اور کی ملکیت میں دے اور یہ ہمیشہ رہنے والی چیز ہے جیسے غلام کو آزاد کرنا کہ اس کی آزادی دائمی ہوتی ہے اس لئے اگر وقف کنندہ ایسا مصرف بیان کرے جس کے منقطع ہونے کا احتمال ہے تو وقف کا تقاضا پورا نہ ہوا اس طرح اگر وقف کو خاص مدت تک محدود کر دیا جائے تو یہ حد بندی اس کو باطل کر دیتی ہے جیسے کہ بیع کسی وقت تک محدود نہیں کی جاسکتی مثلاً بائع کہے کہ یہ چیز میں بارہ دنوں کے لئے بیچتا ہوں تو یہ بیع منعقد نہ ہوگی۔³⁶

امام ابو یوسفؒ یہ دلیل دیتے ہیں کہ وقف کا مقصد اللہ جل شانہ کے حضور قرب حاصل کرنا ہے اور تقریب ایسی راہ میں صرف کرنے سے بھی حاصل ہو سکتا ہے جو منقطع ہونے والی ہو اور نہ منقطع ہونے والی راہ میں صرف کرنے سے قرب الہی میسر ہوتا ہے لہذا وقف بھی دونوں صورتوں میں منعقد ہو جائیگا؛ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ضروری نہیں ہے بلکہ وقف کرنے سے دوام خود بخود فقراء کے لئے ہو جاتا ہے اور یہی جائیداد وقف کر دی تو ایسا وقف باطل ہوگا۔³⁷

مالکی مسلک:

مالکی فقہاء کے نزدیک صرف حبست اور وقف کے الفاظ سے صراحۃً وقف منعقد ہوتا ہے ان کے علاوہ الفاظ استعمال کرنے سے اس وقت تک وقف منعقد نہیں ہوتا جب تک کہ ان کے ساتھ کوئی قید بیان نہ کی جائے۔³⁸

حنبلئ مسلك:

امام ابن قدامہؒ کہتے ہیں کہ وقف منعقد کرنے کے لئے تین صریح الفاظ ہیں: وقف، حبست اور سبیل اور وہ الفاظ جن سے کنایۃً وقف منعقد ہوتا ہے مندرجہ ذیل ہیں: تصدقت، حرمت، ابدت

اگر صریح الفاظ میں سے کوئی لفظ بھی بولا گیا تو وقف قائم ہو جائے گا کچھ اور ساتھ ملائے کی ضرورت نہ ہوگی الفاظ کنایہ میں سے صدقہ اور تحریم کے الفاظ مشترک ہیں اس لئے کہ صدقہ کا لفظ زکوٰۃ اور ہبہ کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے اور تحریم کا لفظ ظہار اور یمین کیلئے بھی مستعمل ہے اور تحریم علی نفسہ بھی ہو سکتی ہے اور تحریم علی غیرہ بھی ہو سکتی ہے لہذا ان الفاظ کے مطلق استعمال سے وقف منعقد نہ ہو گا یا ان الفاظ کے ساتھ ایسی صفت بیان کرے جو صفت وقف کی ہوتی ہے مثلاً کہ یہ صدقہ ہے نہ بیچا جائے گا نہ ہبہ کیا جائے گا اور نہ وراثت میں دیا جائے گا۔³⁹

8- مال مشترک کا وقف

حنفی مسلك:

مال مشترک (مشاع) کے وقف کے بارے میں ہدایہ میں کہا گیا ہے کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مشاع کا وقف جائز ہے اس لئے اس بارے میں قبضہ کا معاملہ رکاوٹ بنتا ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وقف کیلئے قبضہ شرط نہیں ہے۔ امام محمدؒ کے نزدیک مشاع کا وقف جائز نہیں ہے کیونکہ جائیداد تقسیم کئے بغیر قبضہ مشکل ہے اور ان کے نظریے میں وقف کے لئے قبضہ شرط ہے یہ اس صورت میں ہے جب جائیداد قابل تقسیم ہو جائے اور اگر جائیداد قابل تقسیم نہ ہو تو امام محمدؒ کہتے ہیں کہ ہبہ اور صدقہ پر قیاس کر کے اس کو جائز قرار دیا جائے گا امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مال مشاع کا وقف اس وجہ سے بھی جائز ہے کہ وہ اس کو عتق (غلام کی آزادی) کرتے ہیں اور شیوع یعنی اشتراک عتق کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتا اگر کوئی زمین دو افراد کی ملکیت ہو اور وہ دونوں اس کو وقف کر دیں اور زمین متولی وقف کے حوالے کر دیں تو یہ جائز ہے اس صورت میں اشتراک والی شکل درپیش نہیں ہے کیونکہ دونوں مالکان نے مل کر ساری زمین کو وقف کیا ہے اور قبضہ متولی وقف کو دے دیا ہے۔⁴⁰

اگر زمین دو افراد کی ہو ان میں سے ایک اپنا حصہ اپنی اولاد پر وقف کرے کہ اگر ان میں سے کوئی نہ رہے تو پھر اس زمین کا غلہ مساکین کے لئے خرچ کیا جائے اور دوسرا شخص اپنا حصہ اپنے بھائیوں اور گھر والوں پر وقف کرے اور یہ کہ اگر ان میں سے کوئی نہ رہے تو اس زمین کا غلہ حج کرانے کے لئے خرچ کیا جائے اور دونوں ساری زمین پر

ایک متولی وقف مقرر کر کے قبضہ اس کے حوالے کر دیں تو بھی جائز ہے اس لئے کہ ایک متولی کے قبضے میں ساری زمین دی گئی ہے اگرچہ صدقہ کی جہتیں مختلف ہیں مگر قبضے میں وحدت ہے اور اشتراک نہیں ہے۔⁴¹

حنبلئ مسلك:

حنبلئ مسلك میں مال مشترك (مشاع) کا وقف جائز ہے اور جواز کی بنیاد یہ حدیث ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غزوہ خیبر میں جو حصہ ملا آپ نے اس کو وقف کر دیا یعنی مال مشترك (مشاع) میں سے کوئی شخص اپنا حصہ وقف کر دے تو جائز ہے وقف میں بنیادی چیز اصل مال کو روکنا اور منفعت کو دیدینا ہوتا ہے اور یہ مقصد مال مشاع سے حاصل ہو سکتا ہے۔⁴²

شافعی مسلك:

امام شافعیؒ بھی مال مشاع کے وقف کو جائز قرار دیتے ہیں اور انہوں نے اس کے جواز کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو بنیاد بنایا ہے کہ انہوں نے خیبر میں حاصل کردہ اپنے حصص کو وقف کر دیا اور حضرت نبی مکرم ﷺ نے اس کو تسلیم فرمایا⁴³

مالکی مسلك:

مالکی فقہاء کے نزدیک مال مشاع کا وقف جائز ہے ڈاکٹر محمد عبید اللکبیس نے الدرر دیر کے حوالے سے لکھا ہے کہ اگر مال مشاع ایسا ہو کہ اسکی تقسیم کی جاسکے تو اس کا وقف جائز ہے اور اگر دوسرا شریک آمادہ ہو تو وقف کنندہ کو جائیداد کی تقسیم پر مجبور کیا جائے گا۔ اگر مال ناقابل تقسیم ہو تو دو قول ہیں اور ایک قول کے مطابق اس مال کا وقف صحیح ہے اور دوسرے شریک کی مرضی سے وقف کنندہ کو مجبور کیا جائے گا کہ اپنا حصہ کر دے اور اس کا ثمن وقف ہو گا۔⁴⁴

9- موقوف علیہ کے متعلق احکام

1- وقف علی النفس:

حنفی مسلك:

اگر وقف کنندہ وقف جائیداد کے منافع اپنی لئے مختص کر دے تو بھی جائز ہے یہ امام ابو یوسفؒ کا قول ہے اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں کہ کچھ منافع اپنی حیات تک اپنے لئے مختص کرے اور اس کی موت کے بعد فقراء کے لئے وقف کرے تو بھی جائز ہے اور اگر تمام منافع اپنی زندگی تک اپنے لئے اور مرنے کے بعد فقراء کے لئے وقف کرے تو بھی جائز ہے۔⁴⁵ امام ابو یوسفؒ ہی اکرم ﷺ کا عمل بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ آپ اپنے صدقہ موقوفہ میں سے خود

بھی کھایا کرتے تھے حدیث نبوی ﷺ ہے: "نفقة الرجل على نفسه صدقة" یعنی کسی کا اپنے آپ پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے۔⁴⁶

امام محمدؒ اس کو جائز نہیں قرار دیتے وہ کہتے ہیں کہ وقف خیرات (تبرع) ہے جس میں کسی کو منافع کی تملیک دی جاتی ہے اگر منافع میں سے کچھ یا کل اپنے لئے مختص کرے تو وقف باطل ہو گا کیوں کہ اپنے آپ کو اپنی چیز کا مالک بنانا نہیں ہوتا۔⁴⁷

مالکی مسلک:

مالکی مسلک میں بھی وقف علی النفس جائز نہیں ہے چاہے وقف کنندہ اپنے ساتھ کسی اور کو بھی شریک کر لے اور اس طرح کہے کہ یہ میری جائیداد فلاں پر وقف ہے پھر مجھ پر وقف ہے اور پھر فلاں تیسرے شخص پر وقف ہے ہر صورت میں وقف علی النفس جائز نہیں مگر دوسرے کے لئے وقف جائز ہے۔⁴⁸

شافعی مسلک:

شافعی مسلک میں اپنے آپ پر وقف کرنا جائز نہیں اگر کوئی شخص فقراء پر مال وقف کرے اور یہ شرط رکھے کہ وہ بھی ان فقراء کے ساتھ وقف شدہ مال کے منافع میں شریک ہو گا تو یہ شرط فاسد ہے اور حضرت عثمانؓ نے بر رومہ وقف کرتے ہوئے کہا تھا کہ میرا ڈول بھی دیگر مسلمانوں کی طرف اس کنویں میں ہو گا تو یہ وقف کے لئے شرط کے طور پر نہیں کیا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ میں بھی دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اس سے پانی لوں گا جیسے کہ کوئی شخص اپنی زمین مسجد کے لئے وقف کرے اور خود بھی اس مسجد میں نماز ادا کرے تو اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے اگر کسی نے اپنی جائیداد اپنے آپ پر وقف کر دی اور حاکم نے اس کا حکم جاری کر دیا تو اس کا حکم نافذ العمل ہو گا؛ اگر کسی نے اپنی جائیداد فقراء پر وقف کر دی اور پھر خود بعد میں فقیر ہو کر رہ گیا تو اس وقف کی آمدنی میں دیگر فقراء کے ساتھ شریک ہو سکے گا۔⁴⁹

حنبلی مسلک:

حنبلی مسلک میں بھی وقف علی النفس جائز نہیں ہے؛ البتہ بعض فقہاء حنابلہ نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔⁵⁰

2۔ وارث پر وقف:

مالکی مسلک:

مالکی مذہب کے مطابق اگر وقف کنندہ اپنی مرض الموت میں اپنے وارث پر مال وقف کر دے تو وقف نہ ہو گا بلکہ اس کو وصیت کی شرعی حیثیت حاصل ہو گی اور وصیت کے لئے شرعی قانون یہ ہے کہ "لا وصیة لوارث" یعنی وارث

کے حق میں وصیت جائز نہیں ہوتی لہذا یہ وقف باطل ہو گا۔ اس کے علاوہ یعنی وقف کنندہ مرض الموت کے علاوہ اگر اپنے کسی وارث پر اپنا مال وقف کر دے تو جائز ہے۔⁵¹

3۔ غیر مسلم پر وقف:

حنفی مسلک:

حنفی مسلک میں اہل الذمہ پر وقف کرنا جائز ہے اس لئے کہ اہل الذمہ پر صدقہ کرنا بھی باعث ثواب اور تقرب ہے اس لئے صدقہ فطر اور کفارات اہل ذمہ کو دئے جاسکتے ہیں؛ اگر کوئی مال ذمیوں پر یعنی ذمیوں میں سے جو فقراء ہیں ان پر وقف کیا گیا اور وقف کنندہ نے اس کو مطلق اہل الذمہ فقراء کے لئے وقف کیا مسلمانوں کا ذکر نہ کیا تو اس مال میں سے مسلمانوں کو کچھ نہ دیا جائے گا اور اگر متولی وقف اس میں سے کچھ مسلمان فقراء کو بھی دیدے تو اس پر ضمان عائد کی جائیگی۔⁵²

مالکی مسلک:

مالکی مسلک میں بھی ذمیوں پر وقف کرنا جائز ہے۔⁵³

شافعی مسلک:

شافعی مسلک کے فقیہ الشیخ محمد الشربینی الخطیبؒ لکھتے ہیں کہ اہل الذمہ پر وقف کرنا جائز نہیں اس لئے جس وقف میں ثواب اور قرب الہی ظاہر نہ ہو وہ وقف جائز نہیں اس حساب سے اغنیاء پر اور اہل الذمہ پر وقف کرنا جائز نہیں نہ ہی کسی مرتد اور حربی پر وقف کرنا جائز ہے۔⁵⁴

حنبلی مسلک:

حنبلی مسلک کے مایہ ناز فقیہ امام ابن قدامہ المقدسیؒ لکھتے ہیں کہ اہل الذمہ پر وقف کرنا صحیح ہے اس لئے کہ وہ ایسی ملکیتوں کے مالک ہوتے ہیں جن کا احترام شرعاً سب کے لئے ضروری ہے اور ان پر صدقہ کرنا جائز ہے تو ان پر وقف کرنا بھی اس طرح جائز ہے جس طرح مسلمانوں پر وقف کرنا جائز ہے چنانچہ روایت کیا گیا ہے کہ سیدہ صفیہ بنت جحی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی پر مال وقف کیا تھا جب کہ وہ یہودی تھا جس طرح ایک ذمی دوسرے ذمی پر مال وقف کر سکتا ہے اس طرح مسلمان بھی ذمی پر مال وقف کر سکتا ہے اگر غیر مسلموں کی عبادت گاہوں میں ٹھہرنے والے لوگوں پر مال وقف کیا جائے تو بھی جائز ہے۔⁵⁵

10 - متولی وقف

متولی وقف کی صفات:

متولی وقف کے لئے عام طور پر فقہانے مندرجہ ذیل صفات کا حامل ہونا لازمی قرار دیا ہے:

(1) عقل (2) بلوغ (3) عدالت (4) کفایت (5) اسلام

اسلامی احکام کا مکلف ہونے کے لئے عقل شرط قرار دی گئی ہے ایک شخص جو اپنی عقل کھو کر مجنون ہو چکا ہے اس پر نماز روزہ کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی تو کس طرح اس کو ذمہ داری کا اہل قرار دیا جاسکتا ہے۔ کسی مجنون شخص کو وقف جائیداد کا متولی نہیں بنایا جاسکتا اور اگر کوئی متولی وقف بعد میں اپنی عقل کھو بیٹھے تو وہ وقف کی ولایت سے معزول کر دیا جائے گا اگر کوئی شخص متواتر بغیر انقطاع کے ایک ماہ تک مجنون رہے تو سمجھا جائے گا کہ وہ مجنون ہے۔ اگر وہ شخص جنون سے شفا پا کر صحت یاب ہو جائے تو دو صورتیں ہیں اگر وقف کنندہ نے اس کو متولی بنانے کی شرط رکھی تھی تو اس کو دوبارہ متولی بنایا جاسکے گا اور اگر عدالت نے اس کو متولی مقرر کیا تھا تو پھر اس کو دوبارہ متولی نہیں بنایا جائے گا۔ اسی طرح بلوغ کا معاملہ ہے کہ نابالغ بچہ نماز روزے کا بھی مکلف نہیں ہوتا اسی لئے اس کو وقف کا متولی نہیں بنایا جاسکتا۔ متولی وقف کا عادل ہونا اور عادل رہنا دونوں ضروری ہیں اگر متولی وقف عادل تھا مگر بعد میں اس امانت میں خیانت کی تو خیانت ثابت ہونے پر وہ متولی وقف ہونے کا اہل نہ ہوگا۔

کفایت سے مراد یہ ہے کہ وہ وقف جائیداد کو سنبھالنے اور اس کا نظم و نسق چلانے پر قدرت رکھتا ہو البتہ فقہائے احناف اس کو اولی ہونے کی شرط قرار دیتے ہیں۔

جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو اگر موقوف علیہ مسلمان ہو تو اس وقف جائیداد کا متولی مسلمان ہی ہوگا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾ (النساء: 141)

فقہائے احناف اس کو صحت تولیت کے لئے شرط قرار نہیں دیتے۔

حوالہ جات

- (1) شمس الدین السرخسی: المبسوط ج 12 ص 27
- (2) شمس الدین السرخسی: المبسوط ج 12 ص 27
- (3) الکبیری: احکام الوقف ج 1 ص 66
- (4) احمد بن محمد، الشرح الصغیر، ج 4 ص 97
- (5) الخطیب الشیرینی، مغنی المحتاج، ج 2 ص 376
- (6) ابن قدامہ، المغنی، ج 5 ص 544

- (7) المصدر السابق
- (8) شمس الاثمة السرخسی ؛ المبسوط ج 12 ص 27
- (9) الزرقاء، احکام الاوقاف، ص 17
- (10) المصدر السابق
- (11) احمد بن محمد، الشرح الصغير، ج 4 ص 97
- (12) سورة آل عمران : 92
- (13) الخطيب الشيريني، مغنی المحتاج ، ج 2 ص 376
- (14) ابن قدامه المغنی ج 5 ص 544
- (15) الزرقاء، احکام الاوقاف، ص 8
- (16) بربان الدين ابی ابكر الحنفی : الاسعاف فی احکام الاوقاف، ص 6
- (17) الامام ابوبکر، الخصاف احکام الاوقاف، ص 5
- (18) المصدر السابق
- (19) المصدر السابق
- (20) إبراهيم بن موسى بن أبي بكر ابن الشيخ علي الطرابلسي، الحنفی (ت ٩٢٢هـ) (1902م).
"كتاب الإسعاف في أحكام .
.طبع بمطبعة هندية بشارع المهدي بالأزبكية بمصر المحمية. ص. 7، 8. الأوقاف
- (21) ابوبکر الخصاف، احکام الوقف، ص 5
- (22) المصدر السابق
- (23) ابوبکر الخصاف، احکام الاوقاف، ص 9
- (24) ابوبکر الخصاف، احکام الاوقاف، ص 9
- (25) ابن قدامه، المغنی، ج 5 ص 544
- (26) الخطيب الشيريني ؛ مغنی المحتاج ج 2 ص 376
- (27) شمس الدين السرخسی ؛ المبسوط ج 11 ص 34
- (28) المصدر السابق
- (29) الكبیسی احکام الوقف ج 1 ص 184
- (30) ابن قدامه المغنی ج 5 ص 547
- (31) ابن الهمام الحنفی ؛ فتح القدير ج 5 ص 53
- (32) شمس الاثمة السرخسی ؛ المبسوط ج 11 ص 44
- (33) الخطيب الشيريني ؛ مغنی المحتاج ج 2 ص 377

- (34) احمد بن محمد الشرح الصغير ج 4 ص 120
 (35) المصدر السابق
 (36) السرخسی ؛ المبسوط ج 11 ص 41
 (37) الكبیسی ؛ احکام الوقف ج 1 ص 37
 (38) الكبیسی ؛ احکام الوقف ج 1 ص 37
 (39) ابن قدامہ ؛ المغنی ج 5 ص 548
 (40) السرخسی ؛ المبسوط ج 11 ص 38
 (41) المصدر السابق
 (42) ابن قدامہ ؛ المغنی ج 5 ص 586
 (43) الخطیب الشیرینی ؛ مغنی المحتاج ج 2 ص 377
 (44) الكبیسی ؛ احکام الوقف ج 1 ص 302
 (45) ابن الهمام ؛ فتح القدير ؛ ج 5 ص 56
 (46) السرخسی ؛ المبسوط ج 12 ص 41
 (47) المصدر السابق
 (48) احمد بن محمد ؛ الشرح الصغير ج 4 ص 116
 (49) الخطیب الشیرینی ؛ مغنی المحتاج ج 2 ص 380
 (50) ابن قدامہ ؛ المغنی ج 5 ص 57
 (51) احمد بن محمد ؛ الشرح الصغير ج 4 ص 119
 (52) ابن الهمام ؛ فتح القدير ج 5 ص 38
 (53) احمد بن محمد ؛ الشرح الصغير ج 4 ص 101
 (54) الخطیب الشیرینی ؛ مغنی المحتاج ج 2 ص 381
 (55) ابن قدامہ ؛ المغنی ج 5 ص 589

مصادر ومراجع

القرآن الكريم

البخاری ، ابو عبد الله محمد بن اسماعيل بن ابراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري
 (متوفى 256هـ)، الجامع الصحيح المسند المختصر من امور رسول الله صلى الله عليه
 وسلم وسننه وايامه المعروف بصحيح بخاري، (دار الفكر بيروت) 1414هـ، 1994ء

- صحیح مسلم، (261) الامام مسلم بن حجاج القشیری تحقیق محمد فؤاد عبد الباقی، دارالکتب العربی، بیروت
- شمس الانمۃ السرخسی، المبسوط، دارالمعرفة بیروت 1978ء
- ابوبکر الخصاص، احکام الاوقاف، مطبعة دیوان الاوقاف المصریة 1904ء
- برہان الدین بن ابی بکر الحنفی، الاسعاف فی احکام الاوقاف، مطبعة ہندیہ مصر 1902ء
- ابن الہمام الحنفی، فتح القدیر شرح بدایہ، مطبع مصطفیٰ محمد مصر
- شمس الدین الرملى: نہایۃ المحتاج طبع مصر 1938ء
- محمد الشیرینی الخطیب، مغنی المحتاج، طبع مصر 1958ء
- احمد بن محمد، الدرریر الشرح الصغیر، دارالمعارف مصر 1974ء
- ابن قدامہ المقدسی: المغنی دارالمنار 1367ء
- ابوزیرہ، محاضرات فی الوقف، دارالفکر العربی قاہرہ 1972ء
- عبید الکبسی، احکام الوقف، مطبعة ارشاد بغداد 1977ء
- مصطفیٰ الزرقاء، احکام الوقف، جامعہ سوریه 1947ء
- حسن رضا، احکام الاوقاف، مكتبة الفيض الالهية بغداد 1938ء
- إبراهيم بن موسى بن أبي بكر ابن الشيخ علي الطرابلسي، الحنفي (ت ٩٢٢هـ) (1902م). "كتاب الإسعاف في أحكام الأوقاف - طبع بمطبعة هندية بشارع المهدى بالأزبكية بمصر المحمية.